ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
VOL.8 NO.3 2024

اکابر صوفیاء اور نقد تصوف: تحقیقی جائزہ

Eminent Sufis and Criticism of Sufism: A Research Review

Dr shabir ahmad jamee
Hod School of Islamic Study And Shariah Minhaj University Lahore(hodislamicstudies.cosis@mul.edu.pk)
Dr Abduljabbar
Librarian FMRi Minhaj University Lahore(ajqamar92@gmail.com)
Nabvi Shaheen
Bs Islamic Studies,University of the Punjab. (shaheenab9423@gmail.com)

ABSTRACT

If sufism is evaluated, it has been criticized on many dimensions. For example, sufism as a term has been criticized. The history and evolution of sufism has also been criticized. Some people have also criticized the deeds of sophia. The nature of those who criticize her is also different. Some of those who criticize sufism are those who completely deny sufism. After that, some scholars criticized sufism for the sake of the term. It is not possible to shed light on all aspects of sufism in this article. It will be analyzed only on the term and definition of sufism.

KEY WORDS: *criticism, sufism, scholars, analyzed,spiritualism*

نقد تصوف کا اگر جائزہ لیا جائے تو اس کی بہت ساری جہتوں پر نقد کیا گیا ہے۔ مثلاً تصوف بطور اصطلاح پر نقد کیا گیا ہے۔ تصوف کی تاریخ وار تقاء پر بھی نقد کیا گیا ہے۔ ناقدین نے صوفیاء کے احوال واعمال پر بھی نقد کیا ہے۔ بعض نے صوفیاء کی شطحیات پر بھی نقد کیا ہے۔ اس کے نقد کرنے والوں کی نوعیت بھی مختلف ہے۔ نقد کرنے والوں میں بعض تو وہ ہیں جو سرے سے تصوف کے ہی منکر ہیں۔ اس کے بعد بعض علماء نے تصوف میں اصطلاح کی غرض سے نقد کیا ہے۔ اس آرٹیکل میں تصوف پر نقد کے تمام پہلوؤں پر تو روشنی نہیں ڈالی جاسکتی۔ البتہ اس میں صرف تصوف کی صطلاح اور تعریف پر جو نقد ہوا ہے ۔اس کا تجزیہ کیا جائے گا۔

لفظ تصوف کے مادہ اشتقاق کی روشنی میں مختلف لغویوں کے تصوف کے حوالے سے اپنے اپنے انداز میں اظہار خیال کیا ہے۔ ذیل ہم تصوف کا لغوی معنی اور پھر اصطلاحی معنی بیان کریں گے۔

صوف کے تناظر میں تصوف کا مفہوم:

ابو نصر سراج الطوسی بیان کرتے ہیں:

"لم یکن ذلک نسبتھم الی ظاھر اللبسة لان الصوف دأب الانبیاء وشعار الاولیاء و الاصفیاء"[1]

"صوفیاء اپنے ظاہری لباس کی وجہ سے صوفی کہلائے یہ اس لئے بھیڑوں کی اون کے کپڑے پہننا، انبیاء، اور برگزیدہ ہستیوں کا نشان خاص ہے۔"

(1) طوسی، ابو نصر سراج، کتاب اللمع، ص:21، بیروت، لبنان، دارالکتب العلمیہ، 2001ء

تصوف کا مادہ اشتقاق الصوف کا دو معنی کے لحاظ سے اشتقاق مانا گیا ہے۔

الصوف(اون کے معنی میں):

صوف اون کو کہتے ہیں۔اس قول کے لحاظ سے لفظ تصوف صوف سے مشتق ہے۔اہل لغت نے صوف سے تصوف کے اشتقاق پر کوئی احتمال بیان نہیں کیا اور اس میں تصوف اور صوفی کا اشتقاق بغیر کسی اختلاف کے جائز ہے۔

جس شخص نے اونی لباس پہنا ہو اسے صوفی کہتے ہیں۔صوف سے باب تفاعل کے وزن پر تصوف ہے۔جیسے عربی زبان میں قمیص پہننے کو تقمص کہتے ہیں۔

اسی بنا پر اونی لباس پہننے والے کو صوفی کا نام دیا گیا ہے۔

امام قشیری فرماتے ہیں:

تصوف اذا لبس الصوف کما یقال تقمص اذا لبس القمیص.(2)

"یعنی اس وقت کہا جائے گا جب صوف کا لباس پہنا جائے جیسے کسی کے قمیص پہننے پر تقمص بولا جاتا ہے۔"

شیخ غیاث الدین فرماتے ہیں:

چنانچہ گذشتہ زمانے میں مردان حق تذلل اور غایت درجہ کی عجز و انکساری کے باعث اونی لباس پہنتے تھے۔اس مناسبت سے ان کے اعمال و افعال کو تصوف کا نام دیا گیا۔(3)

اون کی طرف نسبت اس اعتبار سے ہے کہ یہ لباس اسلاف متقدمین کو زیادہ مرغوب تھا کیونکہ یہ زہد و تواضع کے قریب تر ہے اسی وجہ سے یہ انبیاء کا لباس بھی رہا ہے۔

اوائل دور میں اللہ تعالیٰ کے عبادت گزار بندوں نے جن کا اکثر وقت عبادت الٰہی میں گزرتا تھا۔سنت صحابہ،سنت انبیاء اور سنت اصحاب صفہ کی اتباع میں اون کا لباس پہنا تو انہیں صوفی کہا گیا۔

الصوف(یکسوئی کے معنی میں):

اس قول کے مطابق مادہ اشتقاق الصوف ہی ہے۔مگر الصوف کے یہاں لغوی معنی مراد نہیں ہیں مگر اس مقام پر اس سے مراد یکسوئی بیان ہوا ہے۔

غیاث الدین الصوف کا لغوی معنی بیان کرتے ہیں:

می تواند کہ تصوف ماخوذ باشد از صوف کہ بمعنی یکسو شدن درو گردانیدن است چوں واصلان حق از ماسوی اللہ یکسو میشدند میگر دانند لھذا کار ایشاں را تصوف گفتند۔(4)

"ہو سکتا ہے کہ تصوف صوف سے مشتق ہو جس کا معنی یکسو ہو جانا اور (ہر طرف سے) منہ پھیر لینا ہو چونکہ اللہ تعالیٰ سے

---

(2) القشیری، عبدالکریم، الرسالہ القشیریہ، ص:279، بیروت، لبنان، دارالجیل، سن ندارد

(3) غیاث اللغات، ص:113، مرتب از غیاث الدین، کراچی، قدیمی کتب خانہ، سن ندارد

(4) غیاث اللغات، ص:113

وصل کرنے والے (ہر طرف کٹ کر) صرف اسی سے واصل ہوتے ہیں اور ماسوی اللہ سے رو گردانی کرتے ہیں۔اس لیے ان کے احوال کو تصوف کہا جاتا ہے۔''

جب بندہ اللہ کی یاد میں اس طرح مستغرق ہو جائے کہ اسے کامل یکسوئی نصیب ہو جائے اور اس کا دھیان ہر سمت سے کٹ جائے۔تو ایسے شخص کو اس کی اس کیفیت اور حال کے اعتبار سے اسے صوفی کہا جاتا ہے اور اس کے اس عمل کو تصوف کہا جاتا ہے۔

الصف کے تناظر میں تصوف کا مفہوم:

بعض قدیم محققین کے نزدیک تصوف صف سے مشتق ہے۔اس لیے کہ تصوف کے حامل یعنی صوفیاء کو اللہ تعالی کی بارگاہ میں قبولیت کا درجہ حاصل ہوتا ہے۔اس لیے وہ اللہ تعالی کے حضور میں صف اول میں ہوتے ہیں۔اور نماز باجماعت میں وہ سب سے اگلی صف میں کھڑے ہونے کو افضل تسلیم کرتے ہیں۔یا یہ کہ قیامت کے روز وہ نیک لوگوں کی صفِ اول میں ہوں گے اس لیے انہیں صوفی کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔

امام ابو القاسم القشیری □ تصوف کے اشتقاق کے بارے میں فرماتے ہیں:

انه مشتق من الصف فکانها فی الصف الاول بقلوبهم من حیث المحاضرة من الله تعالی [5]

''یہ الصف سے مشتق ہے،اس بنا پر ہے کہ ان کے دل اللہ کی حضوری میں صف اول میں ہوتے ہیں۔''

تصوف کے مادہ اشتقاق کے بارے میں البیرونی کی تحقیق:

تصوف کا لفظ اصل میں سین سے تھا۔اس کا مادہ سوف تھا۔ جس کے معنی یونانی زبان میں حکمت کے ہیں۔دوسری صدی ہجری میں جب یونانی کتب کا ترجمہ ہوا تو یہ لفظ عربی زبان میں آیا چونکہ صوفیاء میں اشراقی حکماء کا انداز پایا جاتا تھا۔اس لیے لوگوں نے ان کو سوفی یعنی حکیم کہنا شروع کر دیا رفتہ رفتہ سوفی سے صوفی ہو گیا۔

یونانی لفظ سوف حکیم کا مترادف ہے۔البیرونی اپنی کتاب الہند میں لکھتے ہیں:

"وهذا رأی السوفیة و هم الحکماء فان''سوف''بالیونانیة الحکمة وبها سمی الفیلسوف پیلا سوپا ای محب الحکمة ولما ذهب فی الاسلام قوم الی قریب من رایهم سمو ابا سمهم" [6]

''یہ رائے صوفیہ یعنی حکیموں کی تھی یونانی میں حکمت کو سوف کہتے ہیں اور اسی لفظ سے فلسفی کا نام سوپا یعنی محب حکمت رکھا گیا ہے۔جب اسلام میں ایک جماعت نے قریباً وہی رائے اختیار کی تھی تو ان کا نام وہی رکھ دیا گیا جو ان یونانی حکماء کا تھا۔''

علامہ شبلی نعمانی بھی اسی رائے کی تائید کرتے ہیں کہ یونانی کتب کے ترجموں سے یہ لفظ عربی زبان میں آیا جو بعد میں سوفی سے صوفی ہو گیا۔[7]

---

(5) قشیری،عبد الکریم،الرسالہ القشیریہ،ص:279۔

(6) البیرونی،ابوریحان ،کتاب الہند،ص:24،حیدر آباد،مجلس دائرہ المعارف العثمانیہ، 1958ء

(7) شبلی نعمانی،الغزالی،ص:104،لاہور،اسلامی اکادمی،2001ء

الصوفہ کے تناظر میں تصوف مفہوم:

1۔امام ابن جوزی کا خیال ہے کہ لفظ تصوف صوفہ سے نکلا ہے۔ابن جوزی صوفہ کی وجہ تسمیہ بیان کرتے ہیں:

"کانو یخدمون الکعبة ویجیزون الحاج فی الجاهلية أي يفيضون بهم من عرفات وکان احدهم فیقول اجیزی صوفةُ"[8]

صوفہ کے نام سے ایک قبیلہ تھا جو ایام جاہلیت میں خانہ کعبہ کی خدمت کرتا تھا اور حج کے زمانہ میں حاجیوں کی راہبری کرتا تھا۔ اس روایت کو فیروز آبادی نے بھی بیان کیا ہے۔[9]

2۔صوفة کا ایک معنی چٹائی بھی بیان ہوا ہے۔چٹائی کو پاؤں کے نیچے رکھا جاتا ہے۔اس کا معنی یہ بیان کیا جاتا ہے کہ صوفی اس طرح متواضع ہو جاتا ہے کہ وہ خدا کے حضور متواضع ہو کر اتنے بچھ جاتے ہیں کہ کوئی ان کو لتاڑ بھی دے تو غصہ نہیں کرتے اور جھگڑا نہیں کرتے۔[10]

اگر صوفة کے لفظ کو لغوی اعتبار سے دیکھا جائے تو پھٹے پرانے کپڑے جو استعمال کے قابل نہیں رہتے اور انہیں چیتھڑا سمجھ کر پھینک دیا جاتا ہے۔عربی زبان میں کپڑے کے ان پھٹے پرانے چیتھڑوں کو صوفہ کہا جاتا ہے۔

قرون ثلاثہ میں اہل اللہ نے اپنے آپ کو لوگوں کی توجہ ہٹانے کے لیے الصوفة یعنی چیتھڑے کے ساتھ تشبیہ دی تاکہ لوگ انہیں غیر مفید سمجھ کر ان کی طرف دھیان نہ دیں۔اس طرح وہ خشوع و خضوع کے ساتھ اللہ کی یاد اور ذکر میں مگن رہیں۔

ابن تیمیہ صوفیۃ کی طرف صوفیاء کی نسبت کے حوالے رقمطراز ہیں:

”یہ خیال اگرچہ بہت حد تک قرین قیاس معلوم ہوتا ہے لیکن اس بات کا کوئی قطعی ثبوت بہم نہیں پہنچایا جاسکتا کہ صوفی کا لفظ مروجہ معنی میں صوفة ہی سے نکلا ہے۔اس لیے کہ یہ تو ایک خاص قبیلہ کا نام تھا اور اس قبیلہ تک ہی محدود تھا اس لیے اس لفظ کا عرب سے نکل کر بیرونی ممالک میں اشاعت پذیر ہونا حقیقت سے بعید معلوم ہوتا ہے۔“[11]

الصفا کے تناظر میں تصوف کا مفہوم:

ایک قول یہ بھی ہے کہ تصوف اور صوفی کا لفظ الصفاء سے مشتق ہے۔صفاء کے لغوی معنی پاکیزگی کے ہیں یعنی کسی شے کو ظاہری و باطنی آلودگی اور میل کچیل سے پاک کرنا تصوف کہلاتا ہے یعنی مجاہدہ اور ریاضت کے ذریعہ دل کی پاکیزگی تصوف کہلاتا ہے۔

صاحب المنجد صفاء کا لغوی معنی بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"صفی ای تصفیة الشیء وجعله صافیا."[12]

---

(8) ابن جوزی، عبدالرحمٰن، تلبیس ابلیس، ص:163،القاہرہ،بیروت،دارالکتب العلمیہ،1988ء

(9) فیروز آبادی، مجدالدین،القاموس المحیط، 3: 169،بیروت،الموسسۃ الرسالہ،2005ء

(10) فیروز آبادی،القاموس المحیط،3: 169

(11) ابن تیمیہ، مجموع فتاویٰ، 11: 6

(12) لوئیس معلوف،المنجد،الصفاء،ص:428،انتشارات ذوي القربیٰ، 1423ھ

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
VOL.8 NO.3 2024

”صفی سے مراد کسی شے کو صاف کر دینا ہے۔“

اگر لفظ تصوف اور صوفی کو الصفا سے مشتق تسلیم کر لیا جائے تو اس میں مکمل طور پر اجلا ہونا، صاف و شفاف ہونا پایا جاتا ہے۔ اس کو تصفیہ قلب بھی کہا جاتا ہے یعنی دل کے میل کچیل کو صاف کرنا۔ دل کے زنگ کو اللہ کے ذکر سے پاک کرنے کے فعل کو الصفاء اور تصوف کہا جاتا ہے جو شخص عبادات، مجاہدات اور ریاضات کے ذریعہ اپنے دل کو پاک صاف کرے اس کو صوفی کہا جاتا ہے۔

جو لوگ اپنے دل کو ہر گناہ سے پاک کر لیں اور اللہ تعالیٰ کے اتنا قریب ہو جائیں کہ اللہ کی حضوری میں صف اول میں آ جائیں ان کو صوفیاء کا نام دیا جاتا ہے۔

المصافاۃ کے تناظر میں تصوف کا مفہوم:

سیدنا عبد القادر جیلانی الغنیۃ میں فرماتے ہیں:

"فيقال لهذا متصوف و صوفتي إذا انصف بهذا المعنى، فهو فى الاصل صوفى على وزن فوعد، مأخوزمن المصافاة يعني عبداً صافاه الحق عزوجل"[13]

آپ فرماتے ہیں کہ صوفی کا لفظ مصافاۃ سے ماخوذ ہے یعنی اللہ کا ایسا بندہ جسے اس نے پاک صاف فرمادیا ہے۔ اسی لیے اسے صوفی کہتے ہیں جو نفس کی آفتوں اور رذائل سے صاف ہو کر قابل قدر راہوں پر گامزن ہو اور اس کے دل کے لیے اللہ کے سوا کوئی مخلوق باعث تسکین نہ ہو۔[14]

الصفہ کے تناظر میں تصوف کا مفہوم:

اصحاب صفہ سے تشبیہ اور تتبع کی بنیاد پر یہ لفظ الصفہ سے تصوف کا معنوی اشتقاق ہے۔ جس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے شیخ ابو بکر بن اسحاق الکلاباذی البخاری لکھتے ہیں:

"قال قوم إنما سموا صوفية لقرب أوصافهم من أوصاف اهل الصفة الذين كانوا فى عهد رسول الله" [15]

ایک گروہ کا کہنا ہے کہ صوفیہ کی وجہ تسمیہ ان کا باعتبار اوصاف اصحاب صفہ سے قریب تر ہونا ہے جو رسول اللہ ﷺ کے عہد میں تھے۔

اسی قول کی تائید میں شیخ احمد الحسینی ”التعرف“ کی شرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"انه من الصفة اذ جمله اتصاف بالمحامد وترک الاوصاف المذمومة" [16]

”یہ صفہ سے ماخوذ ہے کیونکہ تصوف تمام تر خوبیوں سے متصف ہونے اور اوصاف مذمومۃ کو ترک کر دینے پر مبنی ہے۔“

الصفوۃ کے تناظر میں تصوف کا مفہوم:

ایک قول یہ بھی ہے کہ تصوف کا مادہ اشتقاق صفوۃ ہے۔ صفوۃ کا لغوی معنی محبت اور دوستی میں اخلاص ہے۔ کسی کے ساتھ محبت اور دوستی میں اس قدر اخلاص پایا جائے کہ اس میں کسی قسم کا حرص و ہوس اور مفاد آڑے نہ آئے۔

---

(13) الجیلانی، عبد القادر، الغنیۃ، ص: 442، بیروت: لبنان، دار احیاء التراث، العزلی، 1996

(14) ایضاً

(15) الکلاباذی، ابو بکر محمد بن اسحاق، کتاب التعرف لمذہب اہل التصوف، ص: 5، القاہرہ، مکتبہ الخانجی، ط: 1933ء

(16) الحسینی، الشیخ احمد، شرح التعرف لمذہب اہل التصوف، 1:160، تہران، انتشارات اساطیر، اشاعت سوم، 1390ھ

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
VOL.8 NO.3 2024

صاحب المنجد اس کا معنی بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"الصفو ھوا لاخلاص المودة والصفی ھوالصدیق المخلص" (17)

"صفوۃ کے معنی محبت میں اخلاص کے ہیں اور الصفی سے مراد مخلص دوست ہے۔"

جو بندہ دنیا و آخرت کے تمام نفع و نقصان اور مفادات سے کلیتاً بے نیاز ہو کر خالصتاً تعلق اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے قائم کرے تو اسے صوفی کہا جاتا ہے اور اس سارے عمل کو تصوف کہتے ہیں۔

راجح معنی۔الصوف:

1۔ علامہ ابن تیمیہ (728ھ) اپنے رسالہ الصوفیہ والفقراء میں تصوف کے مادہ اشتقاق کے مختلف اقوال کو رد کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

"قول معروف یہ ہے کہ تصوف کی نسبت صوف سے ہے۔" (18)

2۔ ڈاکٹر قاسم غنی ایرانی ان تمام محققین کی تحقیقات کا جائزہ لے کر اپنی کتاب تاریخ التصوف فی الاسلام میں لکھتے ہیں:

"تصوف کی اصل کے متعلق تمام اقوال و آراء میں سے بطور لغت و عقل و منطق یہ قول صحیح ہے کہ تصوف عربی زبان کا لفظ ہے اور صوف سے مشتق ہے۔" (19)

3۔ ابو سعید نور الدین لکھتے ہیں کہ ہماری رائے میں یہ قول صحیح ہے کہ کلمہ تصوف صوف سے نکلا ہے۔ کلمہ تصوف عربی کا لفظ ہے۔ اس لیے صوف کا لباس پہننے کے فعل کو تصوف کہا جاتا ہے۔ (20)

تصوف کا لغوی معنی بیان کرنے کے بعد تصوف کے اصطلاحی مفہوم کو بیان کیا جائے گا۔

لفظ صوفی کا استعمال کب سے ہے؟

اس لفظ کے استعمال کے بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے۔

1۔ ابو نصر سراج طوسی کی رائے میں یہ لفظ قبل از اسلام بھی مستعمل تھا۔ (21)

2۔ ملا کاتب چلپی کی رائے میں ابو ہاشم (150ھ) کو سب سے پہلے صوفی کا لقب دیا گیا۔

"اول من سمی بالصوفی ابو ھاشم الصوفی المتوفی" (22)

---

(17) لوئیس، معلوف، المنجد، ص:429، انتشارات ذوي القربی 1323ھ

(18) الحرانی، احمد بن عبد الحلیم بن تیمیہ، مجموع الفتاوی، 11: 6، القاہرۃ، مطابع الطریجی الجاریۃ، سن ندارد

(19) قاسم غنی، تاریخ التصوف فی الاسلام، ص: 61، القاہرہ، مکتبہ النھضۃ المصریہ، 1970ء

(20) نور الدین، ابو سعید، اسلامی تصوف اور اقبال، ص:40، لاہور، خزینہ علم و ادب، اشاعت سوم، 1995ء

(21) طوسی، ابو نصر سراج، اللمع، ص:25

(22) حاجی خلیفہ، مصطفی بن عبد اللہ، کشف الظنون، 1: 414، بیروت، دار الکتب العلمیہ، 1413ھ

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
VOL.8 NO.3 2024

3۔ابن خلدون کی رائے میں لفظ صوفی دوسری صدی ہجری میں رواج پا چکا تھا۔ [23]

4۔ مشہور مستشرق لوئیس کے خیال میں صوفی کا لفظ تیسری صدی ہجری میں عبدک صوفی (210ھ) کے لیے استعمال ہوا جو کوفی شیعہ تھا۔ [24]

ابن تیمیہ کی رائے میں یہ لفظ پہلی تین صدیوں تک غیر معروف تھا۔وہ فرماتے ہیں:

"لفظ الصوفية لم يكن مشهوراً فى القرون الثلاثة" [25]

''لفظ صوفی پہلی تین صدیوں میں مشہور و معروف نہیں تھا۔''

5۔ایک رائے یہ بھی ہے کہ صوفی کا لقب تاریخ میں پہلی مرتبہ آٹھویں صدی کے نصف آخر میں کوفہ کے ایک شیعہ کیمیا گر جابر بن حیان کے نام کے ساتھ تھا۔ [26]

ان روایات سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ شروع شروع میں اس لفظ صوفی کا استعمال کوفے تک ہی محدود تھا۔

ابو نصر سراج الطوسی اور نقد تصوف:

ابو نصر سراج الطوسی نے اپنی کتاب اللمع میں ان تمام غیر اسلامی عقائد مثلاً حلول اور اتحاد کی بڑی شدت کے ساتھ تردید کی ہے۔جو چوتھی صدی ہجری میں اسماعیلیہ، قرامطہ، باطینہ اور زنادقہ کے ذریعے اسلامی تصوف میں داخل ہو گئے تھے۔اس کے علاوہ سراج الطوسی نے اس بات کی جگہ جگہ تاکید کی ہے کہ تصوف کا مطلب ترک دنیا نہیں ہے۔بلکہ اتباع شریعت ہے۔انہوں نے اس بات کو بھی واضح کر دیا ہے کہ ایک صوفی اور ایک عام مسلمان میں صرف اتنا ہی فرق ہے کہ صوفی مذہب کے باطنی پہلو پر زیادہ اصرار کرتا ہے۔اور تزکیہ نفس کو ارکان شریعت بجا آوری پر مقدم رکھتا ہے۔ [27]

ظاہری علوم کے حامل افراد تنقید کرنا:

امور تصوف پر عام طور پر وہ لوگ تنقید کرتے ہیں جو صرف ظاہری علم رکھتے ہیں۔اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ قرآن مجید اور حضور نبی کریم ﷺ کی احادیث مبارک سے صرف اتنا کچھ حاصل کرتے ہیں جس سے وہ مخالفین کے دلائل کا رد کر سکیں۔علم تصوف و روحانیت کی طرف ان کا ذہن مائل نہیں ہوتا یہی وجہ ہے کہ وہ لوگ صوفیا اور تصوف پر بے جا تنقید کرتے ہیں۔ [28]

ابو نصر سراج الطوسی فرماتے ہیں:

''علم ظاہر کا ایک گروہ ایسا ہے جو علم باطن کا انکار کرتا ہے اور یہ کہتا ہے کہ ہم تو صرف ظاہری علم شریعت ہی کو جانتے ہیں جس کا ذکر قرآن و حدیث سے ملتا ہے وہ یہ بھی کہتا ہے کہ علم باطن اور علم تصوف کی بات کرنا کوئی معنی نہیں رکھتا۔''

---

(23) ابن خلدون، عبدالرحمن، مقدمۃ ابن خلدون، 517، بیروت لبنان، دارالقلم، 1984ء

(24) اردو دائرہ معارف اسلامیہ، ج:6: 619، پنجاب یونیورسٹی لاہور، 1962

(25) ابن تیمیہ، احمد بن تیمیہ مجموع الفتاویٰ، 11 :5،

(26) اُردو دائرہ معارفِ اسلامیہ، 419:6، لاہور، دانش گاہ پنجاب، 1968ء

(27) الطوسی، ابو نصر سراج، اللمع فی تاریخ التصوف الاسلامی، ص:11

(28) ایضاً، ص:25

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
VOL.8 NO.3 2024

ابو نصر سراج الطوسی شریعت وطریقت کے تلازم کو ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں:

"یادرکھیئے علم شریعت تنہا ایک علم ہے۔ یہ علم شریعت دو معنی دیتا ہے۔ روایت اور درایت اور جب ان دونوں کو جمع کردیں تو علم شریعت کہلاتا ہے۔ جس کا تعلق انسان کے ظاہری اور باطنی اعمال سے ہوتا ہے۔ لیکن ان دونوں میں سے کسی ایک علم کے بارے میں یہ نہیں کیا جاسکتا کہ یہ علم ظاہر ہے اور یہ باطن کیونکہ علم جب تک زبان پر آنے سے پہلے دل ہی میں ہوتا ہے۔ تب تک علم باطن ہی ہوتا ہے۔ اور جب زبان سے ادا ہو گیا تو علم ظاہر بن جاتا ہے۔ یہ علم شریعت ہی ہے جو ظاہری اور باطنی اعمال کی طرف رہنمائی کرتا ہے اور باطنی عمل کی بھی دعوت دیتا ہے۔"

اعمال ظاہری سے مراد وہ اعمال ہیں جو ظاہری اعضاء انسانی سے انجام پائے ہیں۔ جیسے عبادات اور احکام الٰہیہ
باطنی علم سے مراد وہ اعمال ہیں جو دل سے تعلق رکھتے ہیں۔ جیسے تصدیق، ایمان، یقین، صدق، اخلاص، معرفت، توکل، محبت، شکر، رضا، خشیت الٰہی، تقوٰی، مراقبہ، خوف، رجاء، صبر، قرب، عشق، قناعت، حیا، تعظیم وغیرہ۔

ان تمام ظاہری و باطنی اعمال میں علم بھی پایا جاتا ہے جسے فقہ کہا جاتا ہے ان میں سے ہر عمل کے ظاہر و باطن کا ثبوت قرآن وحدیث سے ملتا ہے۔

قرآن ظاہر بھی ہے اور باطن بھی ایک پہلو اس کا باطن سے تعلق رکھتا ہے۔ یونہی حدیث رسول اللہ ﷺ کا بھی ایک ظاہری پہلو ہے اور ایک باطنی اسلام کا بھی ظاہری و باطنی پہلو ہوتا ہے۔[29]

خواہشات نفسانی کی پیروی:

کچھ لوگ وہ ہوتے ہیں جو کلام صوفیہ کے مقاصد اور معانی جانتے ہیں کیونکہ کچھ عرصہ تک وہ ان صوفیہ کی محبت میں رہے ہوتے ہیں ایسے لوگ صوفیا کے حال پر صبر نہیں کر سکتے۔ شیطان اور خواہشات نفسانیہ انہیں بڑے بننے پر اکساتے ہیں۔

دنیا کا لالچ دیتے ہیں کہ اسے خوب جمع کریں۔ اور ناحق لوگوں کا مال کھاتے پھریں چنانچہ یہ صوفیہ کے دشمن اور نکتہ چین ہو جاتے ہیں، اور ان پر طعن و تشنیع کرتے ہیں، اور انکاری ہو جاتے ہیں۔

اس طرح وہ مال دنیا جمع کر سکیں اور عام لوگوں میں سے جاہلوں میں شہرت اور قبولیت مل سکے۔ اور جب خواہشات کے پجاری بن جاتے ہیں اور شیطان کے فریب میں آجاتے ہیں تو پھر اس بات کی پرواہ نہیں کرتے کہ خون بہاتے پھریں مال حرام کھاتے ہیں اولیاء و صوفیہ کے خلاف زبان طعن و تشنیع دراز کریں اور انہیں کافر، بے دین اور گمراہ کہتے ہیں پھر یہ لوگ بدمعاش اور عوام میں سے جاہلوں کو صوفیہ کے قتل پر اکسانے ہیں۔[30]

حضرت جنید بغدادی اور نقد تصوف:

تاریخ تصوف میں حضرت جنید بغدادی کو بڑا مقام حاصل ہے تمام صوفیاء کرام کا سلسلہ نسبت ان کے ذریعے اوپر منسلک ہوتا ہے۔ حضرت جنید بغدادی فرماتے ہیں:

"اصلی اور سابق صوفیوں کو زمانہ حال کے برائے نام صوفیوں پر قیاس نہ کرو۔ اس وقت کے صوفی ان سے صرف نسبت کا

---

(29) طوسی، ابو نصر سراج، اللمع فی تاریخ التصوف اسلامی، ص:25

(30) ایضاً، ص:200

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
VOL.8 NO.3 2024

تعلق رکھتے ہیں اور الفاظ متصوفانہ یاد رکھتے ہیں۔ لیکن حقیقت حال واصلیت مآل سے عاری ہیں۔
زمانہ سابق کے صوفی متبع سنت اور اسرار شریعت سے واقف تھے۔ فرائض ظاہری کے پابند، پرہیز گار، نیکوکار، خداترس اور معرفت شناس تھے۔ جو زمانہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے کے قریب تھا۔ اس زمانہ کے صوفی واقعی باصفا ہوئے تھے۔ اس کے بعد جوں جوں زمانہ گزرتا گیا۔ لوگ رجعت قہقری (retrogression) اور ترقی معکوس (Retrace one's steps) کرنے لگے۔ چنانچہ خیر القرون والی حدیث اس مضمون کی طرف اشارہ کرتی ہے۔"[31]

حضرت جنید بغدادیؒ فرماتے ہیں:

"علمنا و مذهبنا مقيد باصول الكتاب و السنة"

"ہمارا یہ علم مذہب کتاب و سنت کے اصولوں کا پابند ہے۔ مزید کا اشارہ ہے۔"

امام قشیریؒ اور نقد تصوف:

امام قشیری نے علم تصوف پر "الرسالہ" کے نام سے ایک کتاب تصنیف کی جس میں تصوف کے بنیادی مسائل کو بیان کیا ہوا ہے۔ اس کتاب میں آپ نے تصوف کے متعلق پائے جانے والی غلط فہمیوں کا ازالہ کیا ہے اور تصوف کی اصطلاحات کی بھی وضاحت کی ہے۔

امام قشیریؒ صوفی کے ماخذ کے حوالے سے مختلف آراء نقل کرنے کے بعد اپنی رائے کا اظہار یوں کرتے ہیں:

"یعنی صوفی کے لفظ کا ماخذ اشتقاق عربیت کے لحاظ سے اور قواعد صرف کی رو سے معلوم نہیں ہوتا۔ سیدھی صاف بات یہ ہے کہ یہ اس فن کا لقب ہے۔"[32]

علامہ ابن خلدون نے بھی امام قشیری کی اس رائے کو پسند کیا ہے۔

سید علی ہجویری اور نقد تصوف:

سید علی ہجویری داتا گنج بخش کی کتاب "کشف المحجوب" فارسی زبان میں علم تصوف پر لکھی جانے والی سب سے پہلی کتاب ہے۔ برصغیر میں علم تصوف پر یہ کتاب بنیادی ماخذ کا درجہ رکھتی ہے۔ آپ نے اس کتاب میں تصوف اور اس کے مسائل کے متعلقہ اصل حقیقت کو واضح کیا ہے۔

آپ اپنی کتاب کشف المحجوب میں لکھتے ہیں:

"اس تصوف سے تو ہم بھی نالاں ہیں"[33]

دوسری جگہ لکھتے ہیں:

"پیشہ ور اہل طریقت اور غلط رو صوفیوں کے غلبہ کی وجہ سے سچے حق پرستوں کو صحیح راہ معلوم کرنے میں دقت پیش آرہی

---

(31) شعرانی، عبدالوہاب، الانوار القدسیہ، ص:63، تحقیق از طہ عبدالباقی سرور، القاہرہ، مکتبہ العلمیہ، 1962ء
(32) القشیری، ابوالقاسم عبدالکریم ہوزن، الرسالۃ القشیریہ، ص:279
(33) ہجویری، علی بن عثمان، کشف المحجوب، ص:119

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
VOL.8 NO.3 2024

ہے۔''(34)

شیخ علی ہجویری نے اپنی کتاب کشف المحجوب میں صوفیاء کے بارہ فرقوں کاذکر کر لیا۔اس میں آپ نے فرقہ حلولیہ کے تصور کو باطل اور مردود قرار دیا ہے۔ وہ اس فرقے کے عقائد کو بیان کرتے ہیں کہ حلولیہ بندے کی روح کے خدا کے ساتھ حلول وامتزاج کے قائل ہیں۔آپ نے اس فرقے اور ان کے عقائد کی تردید کی ہے۔(35)

حضرت داتا گنج بخشؒ فرماتے ہیں:

''علم تصوف ایک قصہ پارینہ بن چکا ہے۔خصوصاً ہمارے ملک میں کہاں لوگ حرص وہوس میں گرفتار ہیں اور رضائے الٰہی سے منہ موڑے ہوئے ہیں اور علمائے وقت اور دین کے نام نہاد دعویداروں نے اس سلسلہ میں جو طریقہ اختیار کر رکھا ہے۔ وہ اس کی اصلیت وحقیقت سے کوسوں دور ہے۔''(36)

اس اقتباس سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ تصوف کا چشمہ اس وقت بھی گدلا ہو چکا تھا۔اور اس راہ کے بیشتر مسافروں نے جو طور طریق اپنائے اور جس طرح تصوف کی تشریحات کیں۔وہ عام مسلمانوں کو شریعت سے دور لے جانے کا باعث تھیں۔راہ طریقت کے وہ دعویدار تصوف کی اصل کو چھوڑ کر ایسی راہ پر گامزن ہوئے جس نے شریعت محمدی ﷺ سے رفتہ رفتہ دوری اختیار کی۔اور نوبت یہاں تک پہنچی کہ ان میں بیشتر نے شریعت سے ہٹ کر اپنا ایک خاص انداز زندگی اختیار کر لیا۔ان میں وہ لوگ بھی شامل تھے۔جنہوں نے بظاہر تصوف وطریقت کا لبادہ پہن رکھا تھا۔اور ان کے اعمال باطنی طور پر نہ تو شریعت کے عین مطابق تھے۔اور نہ تصوف وطریقت کے معیار کے مطابق لیکن سیدھے سادھے مسلمان راہ حق کی تلاش میں ایسے لوگوں کے ہاتھوں گمراہ ہو رہے تھے۔(37)

پس اس بات سے اندازہ ہو جانا چاہیے کہ یقین کامل اور عقل ودانش کا تقاضا یہ ہے کہ کسی سے کتنے ہی خرق عادات افعال سرزد ہوں یا ظہور پذیر ہوں ان کو سند نہ سمجھتے ہوئے اس شخص کے قول وفعل اور دعوے کو جس سے ان خرق عادات افعال کا ظہور ہو رہا ہو۔اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے احکام کے میزان پر تولنا اور شرع محمدی کی کسوٹی پر پرکھنا اشد ضروری ہے۔تاکہ ایمان سلامت رہے۔(38)

امام اعظم ابو حنیفہؒ اور نقد تصوف:

ابن عابدین در مختار کے حاشیے میں امام ابو حنیفہ کے حوالے سے لکھتے ہیں:

"وهو فارس هذا البدان فانه بنى علم الحقيقة على العلم و العمل و تصفيه النفس وقد

---

(34) ایضاً،ص:120

(35) ایضاً

(36) ہجویری، علی بن عثمان، کشف المحجوب، ص:44

(37) آفتاب کریمی، منہاج العقائد؛ ص:29-30 کراچی، آفتاب اکیڈمی؛2001ء

(38) ایضاً، ص:26

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
VOL.8 NO.3 2024

وصفه بذلك عامة السيف" [39]

آپ اس میدان کے شہسوار ہیں۔ کیونکہ آپ نے علم حقیقت کی بنیاد، علم و عمل اور تزکیہ نفس پر رکھی۔ اس کو عام سلف حضرات نے بیان کیا ہے۔

النصرۃ النبویہ اور اہل الفتوحات والاذواق کے مصنف نے امام اعظم ابو حنیفہ کے بارے میں لکھا ہے:

امام اعظم صوفیہ سے محبت کرتے تھے اور ان کے مقام و مرتبہ کا احترام کرتے تھے۔

امام اعظمؒ سے اس چیز کے بارے میں دریافت کیا گیا جسے صوفیاء حضرات جلوت میں اظہار کرتے ہیں کہ کیا وہ لوگ اس میں سچے ہیں؟

تو انہوں نے جواب دیا

"بے شک اللہ تعالیٰ کے کچھ بندے ایسے ہیں جو اپنے دف کے ساتھ جنت میں داخل ہوں گے۔"

امام صاحب نے جو کچھ فرمایا اللہ تعالیٰ کی طرف اپنا انتساب کرنے والے صوفیاء پر اعتراض کے سد باب کے طور پر فرمایا۔ [40]

1۔ علامہ حصکفیؒ نے نقل کیا ہے کہ ابو علی دقاق نے فرمایا: میں نے تصوف شبلیؒ سے لیا اور انہوں نے سری سقطیؒ سے اور انہوں نے معروف کرخی سے اور انہوں نے داؤد طائی سے اور انہوں نے علم اور طریقت امام اعظم ابو حنیفہ سے اخذ کیا اور ان میں سے ہر ایک نے ان کی تعریف کی اور ان کے فضل کا اعتراف کیا۔

2۔ علامہ ابن عابدین در مختار کے حاشیہ رد المختار میں امام اعظم ابو حنیفہ کے متعلق فرماتے ہیں:

وہ اس میدان کے شہ سوار ہیں انہوں نے علم حقیقت کی بنیاد، علم، عمل اور تزکیہ نفس پر رکھی۔ اور امام سلف نے انہیں اس صفت کے ساتھ متصف کیا ہے۔

3۔ استاد عبدالقادر عیسی لکھتے ہیں:

"اگر تم سنو گے کہ امام اعظم ابو حنیفہؒ اس طرح کے اکابر اولیاء اللہ اور صالحین صوفیاء کو طریقت کا علم دیتے تھے تو شاید تمہیں تعجب ہو گا تو کیا فقہاء کرام نے امام اعظم کے اسوہ اختیار کیا۔ اور ان کے طریقے پر چلے اور کیا انہوں نے شریعت اور طریقت کو جمع کیا۔ تاکہ اللہ تعالیٰ ان کے علم سے لوگوں کو فائدہ پہنچائے جیسا کہ ان کے امام اعظم مخزن ورع، تقویٰ ابو حنیفہ کے علم سے لوگوں کو فائدہ پہنچا۔"

امام شافعیؒ اور نقد تصوف:

عجلونیؒ نے امام شافعیؒ کا قول نقل کرتے ہیں:

"حبب غلي من دنياكم ثلاث: ترك التكلف، وعشرة الخلق بالتلطف، والاقتداء بطريق أهل التصوف" [41]

---

(39) عبدالقادر عیسیٰ، حقائق عن التصوف، ص: 566، حلب، دارالفرقان، 2007ء

(40) رفاعی، یوسف ہاشم، تصوف اور صوفیاء، ص: 77، کراچی، قرطاس، 2017ء

(41) عجلونی، اسماعیل بن محمد، کشف الخفا، 1: 341، بیروت، مؤسسۃ الرسالہ، اشاعت چہارم، 1985ء

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
VOL.8 NO.3 2024

”تمہاری دنیا میں مجھے تین چیزیں محبوب ہیں۔ تکلف کو ترک کرنا، مخلوق کے ساتھ پیار سے رہنا اور اہل تصوف کے طریقے کی اقتداء کرنا۔“

اس طرح کہ ان کے مابین ایک مرتبہ چند علمی مسائل میں سیر حاصل گفتگو ہوتی تو امام احمد نے ان کے علمی مقام کا اعتراف کیا۔

امام عبدالوہاب شعرانی طبقات الکبریٰ میں لکھتے ہیں:

"كثيرا ماكان الشافعى يوصى(الامام احمد) باحترام هم و مجالستهم ايضاً"[42]

”امام شافعی لوگوں کو امام احمد کے احترام اور ان کی مجلس اختیار کرنے کی وصیت کیا کرتے تھے۔“

الشیخ المختار الکنتی جذوۃ الانوار میں امام شافعی کے بارے میں لکھتے ہیں جس کو یوسف ہاشم الرفاعی نے اپنی کتاب میں نقل کیا ہے:

"ان الامام الشافعى كان كثير الالتجاء للاولياء، متفانياً فى حبهم، وكان يقولهم اصلى و فصلى واليهم يحن قلبى الى ان دماء بعض المتزلة بالرفض فقال مجيبالهم:

قالو اترفضت غير شک　　　　مالرفض دينى ولا اعتقادى

لكن توليت غير شك　　　　خير امام و خير هاد

ان كان حب الولى رفضاً　　　　فاننى ارفض العباد"[43]

امام شافعی اولیاء کرام کی طرف بہت زیادہ مائل تھے۔ ان کی محبت میں فنا ہو چکے تھے۔ اور اکثر کہا کرتے تھے کہ انہی سے میرا وصال و فراق ہے۔ اور انہی کی طرف میرا دل مشتاق ہے۔[44]

امام شعرانی نے لکھا ہے کہ امام شافعیؒ بسا اوقات امام احمد بن حنبل کو ان کا احترام کرنے اور ان کی مجلس میں بیٹھنے کا حکم دیتے تھے اور اس کی تائید کتاب جامع مجالس الصوفیہ کے اس اقتباس سے ہوئی۔

اور یہ دونوں حضرات (یعنی امام شافعیؒ اور امام احمدؒ) ان صوفیاء کے ساتھ ان کی مجلس ذکر میں حاضر ہوئے تھے۔ تو ان دونوں سے پوچھا گیا کہ آپ حضرات ان صوفیاء کے پاس بار بار کیوں آئے ہو؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ ان حضرات کے پاس راس الامہ (اصل پونجی) ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اور اس کی محبت ہے۔ اور امام شعرانی کہا کرتے تھے۔

تعریف کے لیے یہ کافی ہے کہ امام شافعی شیبان راعی پر اعتماد کرتے تھے۔[45]

شیخ مختار کنتی نے اپنی کتاب جذوۃ الانوار میں لکھا ہے:

امام شافعیؒ کا اولیاء اللہ کے ساتھ بہت گہرا تعلق تھا وہ ان کی محبت میں فدا تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ وہ میری اصل اور فصل ہیں۔ میرا دل انہیں کی طرف مائل ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ بعض معتزلہ نے ان پر رافضی ہونے کا الزام لگایا تو انہوں نے اس کے جواب میں فرمایا:

قالوا اترفضت غير شك

---

(42) شعرانی، عبدالوہاب، الطبقات الکبریٰ، ص:134، (مترجم: محفوظ الحق)، لاہور، نوریہ رضویہ پبلی کیشنز، 2002ء

(43) رفاعی، یوسف ہاشم، الصوفیہ والتصوف فی ضوء الکتاب والسنۃ، ص:58، الکویت، الفیصل للدعایۃ والاعلان، 1999ء

(44) رفاعی یوسف ہاشم، تصوف اور صوفیہ، ص:81

(45) ایضاً، ص: 79،78

لوگ کہتے ہیں کہ تم بے شک رافضی ہوگئے یہ میرے دینی یا اعتقادی رفض کی بنیاد پر نہیں کہتے بلکہ اس لیے کہ میں نے بے شک بہترین امام اور بہترین ہادی سے دوستی کی ہے۔ اگر ولی سے دوستی کرنا رفض ہے تو میں تمام لوگوں سے بڑا رافضی ہوں۔

امام شعرانی لکھتے ہیں:

"امام شافعی فرماتے ہیں کہ میں دس سال تک صوفیاء کی صحبت میں رہا ان سے صرف یہ تین باتیں سیکھیں۔"

1۔ ایک تو ان کا یہ قول کہ وقت کی تلوار کی طرح ہے اگر تم اسے نہیں کاٹو گے تو وہ تمہیں کاٹ دے گا۔

2۔ دوسرا ان کا یہ قول کہ اگر تم اپنے نفس کو حق کے ساتھ مشغول نہیں رکھو گے تو وہ تمہیں باطل کے ساتھ مشغول کر دے گا۔

3۔ اور ان کا تیسرا قول یہ ہے کہ "العدم عصمة" یعنی فقر، انسان کے لیے اس خوشحالی سے حفاظت ہے جو فضول خرچی یا گمراہی کا سبب بنے۔[46]

امام مالکؒ اور نقد تصوف:

1۔ امام صاحبؒ سے اس مذہب کی تعظیم و تکریم کے حوالے سے یہ صراحت کافی ہے کہ کس طرح آپ نے اس کو فقہ کا ساتھی بنا دیا۔

2۔ امام مالکؒ دونوں (فقہ و تصوف) کے جامع تھے۔ مثلاً فقہی قواعد اور شرعی نقول کے ضبط کے لیے مکمل طور پر وقف کر رکھا تھا۔ اور یہ اس حوالے سے مانع نہیں جتنا کہ امام صاحب کا شمار صوفیہ میں ہو۔ اور آپ اس حد تک آگے بڑھ جائیں کہ اور آپ کی صوفیہ کے ان خاص علوم وفیوض میں شراکت ہونے لگے۔ جن کا علم عوام الناس کے پاس نہیں ہوتا۔

3۔ چنانچہ اس کے ثبوت کے لیے یہ کافی ہے کہ امام ابواسحاق شاطبیؒ "کتاب الموافقات" میں امام مالک کا یہ قول نقل کیا ہے:

" وقد أخبر مالك عن نفسه أن عنده أحاديث وعلمًا ما تكلم فيها ولا حدث بها "[47]

"امام مالک نے اپنے متعلق بتایا کہ ان کے پاس کچھ ایسی باتیں اور علوم ہیں جن کے متعلق نہ انہوں نے کلام کیا اور نہ انہیں بیان کیا۔"

4۔ اسی طرح شیخ سحنون نے مؤطا کی تعلیق میں قاضی عیاض کی طرف سے یہ قول نقل کیا ہے ان کا کہنا ہے۔

"وبلغ شيوخ الامام مالك تسع مائة شيخ ثلاثة مائة من التابعين، وست مائة من تابعيهم ممن اختار لدينه و فقهيه تيقظه ولزم ابن هرمز كما في المدارك ثلاث عشرة سنة ويروى ست عشرة ستة من الصباح الى الزوال فى علم قال مالك لم ابته لاحد من الناس "[48]

"امام مالکؒ کے شیوخ کی تعداد نو سو تک پہنچی ہے۔ تین سو کا تعلق تابعین اور چھ سو کا تبع تابعین سے تھا۔ جنہیں آپ نے اپنے دین، فقہ اور بیداری کے لیے منتخب کیا۔ ابن ھرمز آپ کے ساتھ تیرہ سال رہے اور سولہ سا تک صبح سے زوال تک ایسے علم

---

(46) شعرانی، عبدالوہاب، الطبقات الکبری، ص:135

(47) شاطبیؒ، ابواسحاق ابراہیم بن موسیٰ، الموافقات، 5: 171، قاہرہ، دار ابن عفان، اشاعت اول، 1997ء

(48) رفاعی، یوسف ہاشم، تصوف اور صوفیاء، ص:62

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
VOL.8 NO.3 2024

میں روایت کرتے رہے جس کے متعلق امام صاحب نے کہا اسے کسی شخص کے لیے نہیں کھولا۔"

امام مالک فرماتے ہیں:

"من تفقه ولم يتصوف فقد تفسق ومن تصوف ولم يتفقه فقد تزندق، و من جمع بينهما فقد تحقق"(49)

"جس نے فقہ کا علم حاصل کیا لیکن تصوف کو نہ سیکھا وہ فاسق ہوا اور اگر کسی نے تصوف اختیار کیا لیکن فقہ کا علم حاصل نہ کیا وہ زندیق ہوا اور جس نے ان دونوں کو جمع کیا وہ حق پر ہے"

امام احمد بن حنبلؒ اور نقد تصوف:

علامہ محمد سفارینی حنبلی نے ابرہیم بن عبداللہ القلانسی سے نقل کیا کہ امام احمد بن حنبلؒ نے صوفیہ کے بارے میں فرمایا:

"ان الامام احمد بن حنبل قال عن الصوفة: لاعلم اقواماً افضل منهم........فقيل له: انهم يستمعون و يتواجدون.... قال: دعوهم يفرحوا مع الله ساعة"(50)

"میں نے اس سے افضل مخلوق کوئی نہیں دیکھی کہا گیا۔ یہ سماع کے قائل ہیں اور وجد کرتے ہیں۔"

آپؒ نے فرمایا:

"انہیں چھوڑ دو وہ اللہ تعالی کے ساتھ ایک گھڑی کے لیے خوش ہو جائیں۔"

1۔ شیخ امین کردی اپنی کتاب "تنویر القلوب" میں امام احمد بن حنبلؒ کے حوالے سے نقل کرتے ہیں:

" آپ اپنے بیٹے کو صوفیہ کی محبت اختیار کرنے سے قبل کہا کرتے تھے۔"

"اے میرے بیٹے! تجھ پر حدیث کا علم حاصل کرنا ہے۔ اور ان لوگوں کی صحبت سے بچو جو اپنے آپ کو صوفیہ کہتے ہیں۔ کیونکہ یہ بسا اوقات اپنے دین احکام کے نابلد ہوتے ہیں۔ لیکن جب آپ نے صوفی ابو حمزہ بغدادی کی محبت اختیار کی اور اس قوم کے احوال کو جانا تو اپنے بیٹے کو یہ کہنا شروع ہو گئے۔"

"اے میرے بیٹے تجھ پر ان لوگوں کی صحبت لازم ہے۔ کیونکہ انہوں نے ہمارے اوپر کثرت علم، مراقبہ، خشیت، زہد اور علم ہمت کا اضافہ کیا ہے۔"(51)

عقلیت پسند فلسفے کا آغاز اور نقد تصوف کا ارتقاء:

تصوف میں تنقید کا آغاز اسی وقت ہو گیا تھا جب یونان کے عقلیت پسند فلسفے نے شریعت اسلامیہ کی بنیادوں کو متاثر کرنے کی کوشش کی۔ بہت سارے علماء اس فلسفے کی شیرینی اور اثر افرینی کے فریب میں آچکے تھے۔ اور ایک آزاد خیالی نے روپ دھارنا شروع کر دیا تھا۔ اسلام ہر قسم کی آزاد خیالی کے

(49) الهروی، علی بن سلطان ملا علی قاری، مرقاۃ المفاتیح، 1: 256

(50) رفاعی، یوسف ہاشم، تصوف اور صوفیہ، ص: 63

(51) امین کردی، نقشبندی، محمد، تنویر القلوب فی معاملۃ علوم الغیوب، ص: 405، مصر، مطبقہ السعادۃ، 1351ھ

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
VOL.8 NO.3 2024

خلاف ہے۔اور شتر بے مہار بن کر انسان کو زندہ رہنے سے ممانعت کرتا ہے۔اور اس کو ایک قاعدے اور ضابطے کے تحت اور اس کی ذہنی، فکری، اخلاقی اور معاشرتی رہنمائی کے گران قدر اصول و قوانین فراہم کرتا ہے۔اور انہیں کے مطابق زندگی کو سنوارنے کی ترغیب دیتا ہے۔

فلسفہ یونان کی گرم بازاری کا آغاز اسی وقت ہوا۔ جب ہارون الرشید نے بغداد میں ایک بیت الحکمت قائم کیا۔ جس میں غیر زبانوں کو عربی میں ترجمہ کرانے کا انتظام کیا گیا۔مامون الرشید نے قیصر روم کو خط لکھا کہ ارسطو کی جس قدر کتابیں مل سکیں وہ بغداد بھیج دی جائیں۔ قیصر نے کافی تلاش و جستجو کے بعد ایک بڑے ذخیرے کا پتہ لگایا۔ لیکن بھیجنے میں ذرا تامل کیا۔اور ارکان دولت سے مشورہ کیا کہ کیا کتابیں بغداد روانہ کی جائیں یا نہیں؟انہوں نے یک زبان ہو کر کہا" کچھ مضائقہ نہیں۔فلسفہ اگر مسلمانوں میں پھیلا تو ان کے مذہبی جوش کو بھی ٹھنڈا کر کے رہے گا۔[52]

چنانچہ پانچ اونٹ لاد کر فلسفہ کی کتابیں مومون کے پاس بھیج دی گئیں۔مامون نے یعقوب بن اسحاق کندی کو ترجمہ پر مامور کیا۔[53]

مسلمان فلسفے کی کتابیں پڑھ کر ان کی اپنی زبان عربی میں تھیں اسلام کے اصول و مبادیات کی حقانیت پر شک وشبہ میں پڑنے لگے، قرآن شریف کی عجیب و غریب تاویلات ہونے لگیں۔ آخرت جو عقائد اسلام میں بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔اور جس پر اسلامی عبادات و معاملات کا انحصار تھا۔اس کے متعلق ذہن میں شکوک وشبہات اور مختلف سوالات جنم لینے لگے۔

خلاصۃ البحث

* اسلامی اور حقیقی تصوف میں غیر اسلامی عناصر کے شامل ہونے کی صورت میں نقد کا آغاز ہوا۔
* جب ہارون الرشید کے زمانے میں یونانی فلسفے کی عربی زبان میں تراجم ہوئے تو تصوف میں یونانی فلسفے کی اصطلاحات شامل ہو گئیں جس کی وجہ سے تصوف میں فلسفہ کا عمل دخل شروع ہو گیا۔اور تصوف ایک فلسفہ بن کر رہ گیا۔
* دوسری اور تیسری صدی ہجری میں جب صوفیاء نے بغداد اور کوفہ سے نکل کر دوسرے ممالک کی طرف رخ کیا تو تصوف میں لا محالہ دوسری تہذیبوں اور مذاہب کے اثرات بھی شامل ہو گئے۔ جس کی وجہ سے تصوف اور صوفیاء پر نقد کا آغاز ہوا۔
* امام طوسی، امام قشیری، ابو طالب مکی اور سید علی ہجویری نے تصوف اور صوفیاء کے متعلق پائے جانے والی غلط فہمیوں کو دور کر کے حقیقی تصوف کو پیش کیا۔
* فقہاء اربعہ بھی صوفیاء اور تصوف سے لگاؤ رکھتے تھے اور ان کی مجلس میں بیٹھنے کو ترجیح دیتے تھے۔
* امام احمد بن حنبل نے تصوف اور فقہ کو لازم و ملزوم قرار دیا۔
* عقلیت پسند فلسفہ کے آغاز کی وجہ سے تصوف پر نقد کیا گیا۔14۔ابن تیمیہ کے نقد کی وجہ سے بعض لوگوں کو یہ غلط فہمی ہوئی ہے کہ ابن تیمیہ نے تصوف کا انکار کیا ہے۔ جبکہ حقیقتاً وہ تصوف کے منکر نہیں تھے بلکہ وہ تصوف کے ماننے والے تھے اور انہوں نے جو نقد کیا ہے وہ بعض تصوف میں موجود غیر اسلامی عناصر کی وجہ سے کیا ہے اور اس میں اصلاح کی کوشش کی ہے۔

---

(52) شبلی نعمانی، المامون، ص:178۔179، لاہور: مکتبہ میری لائبریری، اشاعت دوم، 1969ء

(53) خلیق احمد نظامی، تاریخ مشائخ چشت، ص:80